اسلم پرویز اسلم بحیثیت رباعی گو

خوشبو پروین
ریسرچ اسکالر، حیدرآباد یونی ورسٹی

ملخص

غزل کے علاوہ دیگر اصناف شاعری کی جانب ہر زمانے میں بہت ہی کم افراد نے توجہ دی ہے۔ قصیدہ و مرثیہ کا عروج ہوا اور زوال بھی، رباعی بھی اپنے عروج کو پہنچتی ہے اور دنیا میں چھا جاتی ہے لیکن اس صنف سخن میں افسوس کے ساتھ خوشی بھی ہے۔ افسوس یہ کہ بہت کم شاعروں نے اس صنف کی جانب توجہ دی اور خوشی اس بات کی ہے کہ ہر زمانہ میں رباعی لکھی جاتی رہی ہے۔ اردو میں دکنی دور سے بیسویں صدی تک رباعی کے شاعر ملتے ہیں اور اکیسویں صدی کی شروعات میں

اس جانب نوجوانوں کی رغبت خصوصی طور پر نظر آتی ہے۔ ان ہی میں سے ایک اسلم پرویز ہیں جنہوں نے غزل کے بجائے اظہار بیان کے لیے رباعی کو ہی فوقیت دی اور ''پرواز'' کے نام سے رباعیوں کا مجموعہ بھی منظر عام پر لائے۔ شمس الرحمان فاروقی سے لے کر پروفیسر طلحہ رضوی برق تک نے عمدہ رباعیوں کے لیے انہیں سراہا اور مستقبل کے لیے نیک خواہشات بھی پیش کیں۔ ان کی رباعیوں میں جہاں عمدہ اسلوب پایا جاتا ہے وہیں وہ قاری کے ذہن میں فکر کے دریچے وا کر جاتے ہیں۔ ان کے یہاں متنوع موضوعات پر رباعیاں ملتی ہیں وہیں شخصی رباعیاں بھی کثیر تعداد میں کہی ہیں۔ جہاں تک فن کی بات ہے تو انہوں نے چوبیس مروجہ بحروں میں زیادہ تر رباعیاں دو اوزان (مفعول، مفاعیل، مفاعیل، فعل اور مفعول، مفاعیل، مفاعیل فع) میں تخلیق کی ہیں۔

☆☆☆☆☆

رباعی گو اسلم پرویز ملک کے ابھرتے ہوئے نوجوان شاعر ہیں۔ انہوں نے شاعری کی ابتدا غزل گوئی سے کی لیکن جلد ہی رباعی کی طرف مائل ہو گئے۔ اسلم پرویز ایک اچھے رباعی گو ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مخلص انسان بھی ہیں۔ ان کی یہی صفت انہیں دوسروں سے منفرد پہچان دلاتی ہے۔ لہٰذا اردو ادب کی تاریخ اور اس کی موجودہ صورت حال پر بھی ان کی نظر رہتی ہے۔ صنف رباعی سے انہیں خاص رغبت ہے اور انہوں نے اپنی شاعری کی اساس بھی کل طور پر صنف رباعی کو ہی رکھی ہے لیکن چونکہ اردو شاعری کا دامن غزل سے بندھا ہوا ہے۔ اسی لئے شاید موصوف نے اپنی شاعری کا آغاز غزل سے کیا۔ عام طور پر رباعی کو مشکل صنف کہا جاتا ہے لیکن موصوف نے نہ صرف رباعیاں کہیں بلکہ بہت کم عرصے میں بہت سی رباعیاں تخلیق کیں جس کا احساس شاید موصوف کو بھی ہوا۔ اسی لئے انہوں نے اپنی ایک رباعی میں اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہے:

ناچیز پہ احسان کیا ہے تونے
اس فن کو جو آسان کیا ہے تو نے
میں اور کہاں صنف رباعی اللہ
شہرت کا یہ سامان کیا ہے تو نے

حضرت ابراحسنی گنوری مرحوم کی طرح ❖ اسلم پرویز نے بھی رباعی کوغزل پرفوقیت دی ہے اوراس طرح سے اپنی ایک رباعی میں اس کااظہار کرتے ہیں

جوہی سے چنبیلی سے کنول سے بہتر
مرمر سے بنے تاج محل سے بہتر
اوصاف تجھے اس کے بتاؤں میں کیا
اچھی ہو رباعی تو غزل سے بہتر

اس امر کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ غزل سے شاعر کی وابستگی کم نہیں ہوئی ہے۔اس صنف کی چھلک آج بھی ان کی رباعیوں میں مختلف شکلوں میں نظرآتی ہے:

جذبات کے ساغر میں ڈبوتی ہے غزل
دن رات میرے ساتھ ہی ہوتی ہے غزل
مشکل ہے کہ اب دور رہے یہ مجھ سے
سنتاہوں میرے عشق میں روتی ہے غزل

بچپن کی کہانی بھی سناتی ہے غزل
ایام جوانی بھی دکھاتی ہے غزل
یہ صنف ہے یا آئینہ خانہ ہے کوئی
ماضی کی بہت یاد دلاتی ہے غزل

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ رباعی ایک مشکل صنف سخن ہے جس کااعتراف کرتے ہوئے مجید بیدار نے اسلم پرویز کے متعلق اپنے خیالات کااظہار اس انداز میں کیا ہے کہ:

''اردو کے چند گنے چنے نوجوان اورابھرتے ہوئے شاعروں میں اسلم پرویز کا شمار ہوتا ہے اردو کی سب سے دشوار صنف اور شاعری سے مشاہدہ کے علاوہ ریاضت کا تقاضا رکھنے والی صنف شاعری یعنی رباعی کواپنی شعرگوئی کے

خیالات اور تجربات کی ایک نئی دنیا ✤ لئے منتخب کر کے اسلم پرویز نے

اپنے شعری مجموعہ 'پرواز' میں سجائی ہے۔''

اسلم پرویز کے اشعار کی ایک بڑی خوبی ان کے مصرعوں کی روانی ہے جس کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے:

نازک ہے تیرا جسم گل تر کی طرح
ہے حسن کسی نوری پیکر کی طرح
ابرو سر محراب حرم کی مانند
بو زلفِ پریشاں کی ہے عنبر کی طرح

محلوں کے مکینوں کو کوئی فکر نہیں
ان ماہ جبیوں کو کوئی فکر نہیں
سب فکر جہاں صرف ہماری خاطر
بے فکر حسینوں کو کوئی فکر نہیں

ایسا نہیں ہے کہ نوجوان شاعر ہمیشہ فقط حدیث دل سے الجھتے رہے ہیں ان کے مجموعۂ کلام 'پرواز' میں بے شمار موضوعات کی رنگا رنگی ہے۔ موصوف نے بھی اس کا ذکر کیا ہے:

ارمان سے حسرت سے امنگوں سے بھری
امید کی پرجوش ترنگوں سے بھری
خوش رنگ بہت سے میر ی فکر امروز
ہے ساری رباعی میری رنگوں سے بھری

یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ اردو شاعری کی کتابیں اکثر حمد و نعت سے شروع کرنے کی روایت بڑی پختہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اردو کی تہذیب ہے لیکن رسماً کی گئی باتوں میں وہ تاثیر، جذبہ اور وہ خوشبو نہیں ہوتی جو دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی باتوں میں ہوتی ہے اور اسلم صاحب کی رباعیاں ان کے صالح العقیدہ ہونے کی غمازی کرتی ہے:

پتھر کا خدا کس کو کیا دیتا ہے
اللہ طلب سے بھی سوا دیتا ہے
کیوں مانگوں کسی اور سے قطرہ اسلم
بھر بھر کے مجھے جام خدا دیتا ہے

اور یہ بھی حق بجانب ہے کہ جہاں اللہ رب العالمین کا نام ہو وہاں محمد رسول اللہ کا ذکر نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں:

محراب میں زینے میں رہوں گا جاکر
رحمت کے سفینے میں رہوں گا جاکر
انساں سے کوئی مجھ کو بنادے جو پرند
اسلم میں مدینے میں رہوں گا جاکر

اسلم پرویز سے متعلق ماہر نفسیات اور ماہر عروض فن پروفیسر عظیم الرحمٰن کی رائے یہ ہے کہ:

''اسلم پروفیسر اردو کا سب سے کم عمر رباعی گو شاعر ہی نہیں بلکہ اردو شعر وادب کا ایک مستقل ادارہ ہے۔ اخلاقیات اور ایمانیات کے میدان میں ایک قندیل رہبانی ہے۔اتنی کم عمری میں ایسا روشن ستارہ کم ہی نمودار ہوتا ہے۔''

اسلم پرویز کی رباعیوں میں تمام موضوعات، مضامین احساسات، جذبات وکیفیات کو نظم کیا گیا ہے جس کو ممکن ہے کہ کوئی دوسرا شاعر غزل یا نظم میں پیش کرتا۔سیاست کے گروہ بندی پر بھی انہوں نے اپنی برہمی دکھائی ہے اوران بدنی جذبوں کا اظہار بھی کیا ہے جو شاعر میں آلائش سے پاک ایک ملکوتی رشتے میں ڈھلا نظر آتا ہے:

اک آگ کی مانند بھڑکتا ہے بدن
رہ رہ کے بدن کو ہی لپکتا ہے بدن
یہ راز بھی اک راست کھلا تھا مجھ پر
خوشبو سے زیادہ بھی مہکتا ہے بدن

ایوان جہاں کانپ رہا ہے دیکھو
اوسان یہاں کانپ رہا ہے دیکھو
پھر کوئی غلط فیصلہ آیا شاید
انصاف میاں کانپ رہا ہے دیکھو

اب جھوٹ سے نفرت سے الگ رکھنا ہے
اس طرز تجارت سے الگ رکھنا ہے
بھائی مری مسجد ہو کہ مندر ہو تیرا
منحوس سیاست سے الگ رکھنا ہے

انداز فسادات بدل جائیں گے
اس شہر کے حالات بدل جائیں گے
ہم آپ اگر مل کے کریں کام شروع
نفرت کے مکانات بدل جائیں گے

اسلم پرویز کی رباعیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے مختلف موضوعات پر رباعیاں تخلیق کی ہیں۔ جہاں تک فن کا سوال ہے اسلم پرویز نے رباعی کے مقررہ ومروجہ صرف دو اوزان مفعول ،مفاعیل، مفاعیل، فعل اور مفعول، مفاعیل، مفاعیل فع میں زیادہ تر رباعیاں تخلیق کی ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ رباعی کے چوبیس اوزان میں یہ دونوں زیادہ غنائیت کے حامل ہیں۔ عام طور پر رباعی کا سب سے مشکل وزن مفعولن، مفعولن، مفعولن فع ہے۔ اس وزن میں بھی اسلم پرویز کے یہاں چند خوبصورت رباعیاں ملتی ہیں:

اب تو میرے اندر کھوجاؤ تم
میرے دل میں چھپ کر سوجاؤ تم
اک دن قطرے سے یہ سیپی بولی

آؤ کچھ تو مہنگے ہو جاؤ تم

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلم پرویز کو رباعی کے فن پر مکمل دسترس حاصل ہے جیسا کہ شمس الرحمٰن فاروقی نے بھی ان کی رباعیوں کے مجموعے 'پرواز' کے سلسلے میں اپنی رائے پیش کی ہے:

''نظموں اور غزلوں کی بھیڑ میں آپ نے رباعی کی طرف توجہ کی آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب ارباب فن میں پسند کی جائے گی۔''

اسلم پرویز کی رباعیوں کا ایک خاص وصف یہ بھی ہے کہ انہوں نے ملک کے مشاہیر ادیبوں پر متعدد رباعیاں تخلیق کی ہیں اور ان شخصی رباعیوں کے ذریعہ شاعر نے اپنے پسندیدہ ادیب کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔عام طور پر نظموں کے موضوعاتی پھیلاؤ کی وجہ سے اس صنف میں کسی شخص یا شخصیت کے اوصاف بیان کرنا عام بات ہے۔اردو ادب میں ایسی نظموں کی کوئی کمی نہیں ہے۔اس کے برخلاف رباعی جیسی مشکل صنف میں کسی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنا انتہائی مشکل صنف ہے لیکن اسلم پرویز کے رباعیوں کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے انتہائی کامیابی کے ساتھ شمس الرحمٰن فاروقی، سیدہ جعفر، ناوک حمزہ پوری، سید امیر اشرف، جیلانی بانو، خورشید اکرم جیسی اعلیٰ شخصیات کے علمی وادبی کارناموں کو اپنی رباعیوں کے ذریعہ بخوبی اجاگر کیا ہے۔اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلم پرویز کو صنف رباعی سے فطری لگاؤ ہے اور وہ اس صنف پر مکمل دسترس بھی رکھتے ہیں:

سیدہ جعفر کے نام

تحقیق کے گلشن میں گل تر ہیں وہ
ہر علم کی خوشبو سے معطر ہیں وہ
وہ کون ہیں اب جن کی مہک ہے ہر سو
خاتون دکن سیدہ جعفر ہیں وہ

شمس الرحمٰن فاروقی کے نام

تنقید میں تحقیق میں معروف ہیں وہ
اردو کی محبت ہی میں مصروف ہیں وہ
فاروقی کا میں حاشیہ بردار نہیں

ناچیز کے ممدوح ہیں موصوف ہیں وہ

سیدامین اشرف کے نام

خوشبوئے تغزل سے معطر تھے امین
دادِ دلِ محزوں کے سخنور تھے امین
مداح یہاں اب بھی بہت ہیں ان کے
گلشن میں شعرا کے گل تر تھے امین

ناوک حمزہ پوری کے نام

پابند شریعت ہیں ناوک صاحب
اک زندہ کرامت ہیں ناوک صاحب
ہر اہل ادب کے بے چون چرا
اللہ کی رحمت ہیں ناوک صاحب

جیلانی بانو کے نام

ہر ایک کا مقصود ہے ایوان غزل
ہر حال میں محمود ہے ایوان غزل
ناول میں تیرے ایسا اثر ہے بانو
ہر ذہن میں موجود ہے ایوان غزل

میرے خیال میں اسلم پرویز کی رباعی گوئی یا شاعری کے سلسلے میں معروف ادیب علیم اللہ حالی کی رائے حقیقت پرمبنی ہے:

''اردو کی موجودہ ادبی نسل میں اسلم پرویز کی شخصیت کئی حیثیتوں سے نمایاں ہیں......محمد اسلم پرویز نے رباعی میں موضوعات ومحسوسات کے اعتبار سے بھی نئے اورکامیاب تجربات کئے ہیں۔عصر حاضر کے نئے مسائل اورمتعددان کہے جذبات کی وجہ سے اسلم پرویز کی رباعیاں نہ صرف ان کی غیر معمولی تخلیق کا اظہار یہ ہیں بلکہ ان سے اس صنف شاعری کے نئے امکانات کے دروازے بھی